تمغے یا طوق؟

تحریر: سہیل احمد لون

کھیلوں کے میگا ایونٹ اولمپک 2012ء کا لندن میں رنگا رنگ افتتاحی تقریبات کے بعد باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔ دنیا بھر کے مختلف ممالک کے تقریباً دس ہزار چار سو کھلاڑی اپنے ملک کے لیے تمغہ جیتنے کا عزم لیے میدان میں اتر چکے ہیں۔ کھلاڑیوں کے ساتھ ٹیم کے آفیشلز بھی ان کی معاونت اور سپورٹ کے لیے ساتھ ہیں۔ اپنے کھلاڑیوں کو سپورٹ کرنے کے لیے مختلف ممالک سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد برطانیہ میں آئی ہے۔ جس سے برطانیہ میں چند دن اضافی رونق کے ساتھ ساتھ معاشی پہیہ بھی بہتر انداز میں گھومے گا۔ اولمپکس کے ان مقابلوں میں جہاں بہت سے کھلاڑی حصہ لے رہے ہیں وہاں ان سے بھی زیادہ تعداد میں سیکورٹی اہل کار بھی اپنی خدمات پیش کرنے میں مصروف ہیں۔ چونکہ دہشت گردی میں برطانیہ امریکہ کا سب سے بڑا حلیف ہے اسی بنا پر یہاں ہونے والے اولمپکس کو دہشت گردی کا ممکنہ خطرہ بھی ہے۔ اولمپکس کے کامیاب اور محفوظ اختتام پر سیکورٹی حکام کو بھی کسی تمغے سے ضرور نوازنا چاہیے۔ مختلف ایونٹس میں پاکستانی کھلاڑی بھی اپنی قسمت آزمائی کرنے یہاں پر موجود ہیں۔ بظاہر کسی شعبے میں بھی پاکستان گولڈ میڈل تک رسائی حاصل کرنے کی پوزیشن میں نظر نہیں آتا مگر رمضان المبارک کی برکتوں اور دعاؤں سے کسی معجزے کی امید بھی کی جا سکتی ہے۔ کسی بھی میگا ایونٹ کے شروع ہونے سے قبل ہارٹ فیورٹس کی میڈیا میں تشہیر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ پاکستان اس مرتبہ کھیلوں کے کسی شعبہ میں ہارٹ فیورٹ نہیں مگر پھر بھی اخبارات میں شہ سرخیوں میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اولمپکس میں دہشت گردی کے ممکنہ خطرات سے نبٹنے کے لیے یہاں برطانوی پولیس، مسلح افواج، برطانوی سیکورٹی ایجنسیز کے علاوہ سیکورٹی کی نجی کمپنیوں سے بہت سے سیکورٹی اہل کار بھی اپنے پیشہ وارانہ فرائض انجام دیتے نظر آتے ہیں۔ سیکورٹی اہل کاروں میں پاکستانیوں کی کثیر تعداد بھی شامل ہے۔ اولمپکس شروع ہونے سے قبل پاکستان برطانوی میڈیا کی زینت بن چکا ہے۔ سب سے پہلے دو سیکورٹی اہل کار اولمپکس ایریا میں ڈیوٹی دیتے ہوئے اس وجہ سے پکڑے گئے کہ ان کے پاس برطانیہ میں رہنے کا قانونی جواز نہیں تھا۔ ان کو امیگریشن کے حکام کے حوالے کر دیا گیا اس کے بعد باقی سیکورٹی اہل کاروں کا امیگریشن سٹیٹس چیک کر کے ڈیوٹی پر بھیجا گیا۔ اولمپکس پر تو سیکورٹی اہل کاروں کی تعداد بہت ہے جہاں بغیر امیگریشن سٹیٹس کے ڈیوٹی پر آنے کی جرات کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ پاکستان میں چونکہ زندگی کا ہر پل رسک میں گزرتا ہے لہذا ہمارے لوگ دنیا کے کسی کونے میں بھی آ کر رسک لینے سے نہیں گھبراتے کچھ عرصہ قبل لندن کے امیگریشن دفتر سے ایک پاکستانی کو سیکورٹی کی ڈیوٹی کرتے ہوئے گرفتار کر کے امیگریشن حکام کے حوالے کیا گیا جو وہاں کافی مدت سے کام کر رہا تھا مگر اس کے پاس برطانیہ رہنے کا کوئی لیگل سٹیٹس نہ تھا۔ بیچارے کی شکایت بھی کسی پاکستانی نے ہی لگائی ورنہ برطانیہ کا نظام ایسا نہیں کہ وہ کسی ایسے بندے کو پکڑ سکیں جس کے پاس لیگل سٹیٹس نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں امیگرنٹس جن میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو سٹوڈنٹ ویزے پر برطانیہ آئے تھے مگر وہ برطانیہ کے ہی ہو کر رہ گئے اور حکام ان کو پکڑنے میں ناکام ہیں۔ گوروں نے اپنا پرانا فارمولہ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے کہ ہمارے لوگوں کو ہمارے

خلاف استعمال کر کے اپنی مرضی کے نتائج لیے جائیں۔اس میں ان کو کافی کامیابی ہو رہی ہے۔یہ تجربہ پاکستانی کرکٹرز پر کیا گیا اور مظہر مجید کے ذریعے تین لالچی کھلاڑیوں کو ولائتی جیل کا مزہ چکھنا پڑا۔اس کے بعد بھارت میں ایسا تجربہ کیا گیا برطانیہ میں مقیم بھارتی نژاد برطانوی لوگوں کی ایک ٹیم بھارت گئی جس نے وہاں سے دو نمبر طریقے سے سٹوڈنٹ ویزا حاصل کرنے کی سٹوری بریک کی اس کے بعد برطانیہ میں کئی بوگس تعلیمی اداروں کا انکشاف ہوا۔اس کے بعد سٹوڈنٹ ویزے میں کئی اصلاحات کی گئیں جس کی وجہ سے اب اصلی سٹوڈنٹ کو بھی مشکل کا سامنا ہو رہا ہے۔یہی تجربہ 40 پینس میں بکنے والی سستی اخبار SUN نے بھی کیا۔اولمپکس شروع ہونے سے پہلے ہی پاکستان کو شہ سرخیوں میں جگہ مل گئی مگر ہمیشہ کی طرح منفی خبر سے......!چالیس پینس میں بکنے والی سستی اخبار میں شائع ہونے والی خبر سے اب تک چالیس چورز زیر عتاب آ چکے ہیں۔اس میں ملوث افراد نے تو ''میں نہ مانوں'' والے فارمولے پر عمل کر کے سارے الزامات مسترد کر دیے ہیں۔ان کو یہ پتہ ہے کہ اس معاملہ کو برطانیہ میں نہیں بلکہ پاکستان میں تحقیق ہونی ہے جہاں معاملات کی دو تین دن تک تو بڑی تشہیر کی جاتی ہے پھر اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور چالیس دن گزر جائیں تو اسے بھلا دیا جاتا ہے۔اس سے قبل بھی ہم کئی اہم معاملات کا چالیسواں کرنے کے بعد بھول چکے ہیں۔آزاد عدلیہ بیچاری بھی کس کس چیز کا نوٹس لے......؟ابھی تک تو پدر چیف جسٹس کا معاملہ بھی حل نہ ہو سکا۔The Sun اخبار کی سٹوری میں چاہے کچھ صداقت ہو نہ ہو مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے پاکستان میں پاسپورٹ، شناختی کارڈ یا کوئی اور دستاویز پیسے کے بل بوتے پر بنوا لینا عام سی بات ہے۔ویزا بھی پیسہ خرچ کر کے گھر بیٹھے آرام سے لگ جاتا ہے۔خبر میں سات ہزار پاونڈز یا دس لاکھ روپے میں لندن اولمپکس میں کھلاڑیوں کے دستے کے ساتھ آفیشلز کی حیثیت سے آنے کی بات کی گئی تھی جو اس لیے سچ نہیں ہو سکتی کی مہنگائی کے اس دور میں اتنے پیسوں میں تو اب سٹوڈنٹ ویزے کے لیے ایجنٹ حامی نہیں بھرتے۔رقم آج کل کے ریٹ کے مطابق ہوتی تو کچھ یقین بھی کیا جا سکتا تھا۔اس خبر کے شائع ہونے کے بعد ایجنٹ حضرات اپنے کام میں مزید محتاط ہو جائیں گے۔اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ معاملات طے ہوتے وقت ویڈیو نہ بن رہی ہو، آواز ٹیپ نہ ہو رہی ہو، وغیرہ وغیرہ۔وطن عزیز میں پیسے کے بل بوتے پر تو صدر یا وزیراعظم کے سرکاری دورے کے دوران شاہی ٹولے میں شامل ہو کر بھی آنا مشکل کام نہیں۔یہ بھی ایک روش بن چکی ہے کہ کچھ بھی ہو جائے الزام بیرونی ہاتھ پر لگا دیا جائے، پاکستان کے خلاف سازش، جمہوریت کے خلاف سازش، عدلیہ کے خلاف سازش، مسلح افواج کے خلاف سازش......!آخر ان سازشوں کا منبع کون ہے؟اگر مجھے کوئی اپنے گھر میں چوری کرنے بھیج دے تو چوری کروانے والے کا نہیں بلکہ قصور میرا ہو گا۔اسی طرح بیرونی ہاتھ کوئی بھی ہو جو آلہ کار بنتا ہے وہ تو پاکستانی ہی ہے ناں......!پاکستان میں آج تک جتنے بھی دہشت گردی کے واقعات ہوئے ان میں بلاواسطہ یا بلواسطہ پاکستانی ہی ملوث ہیں، جتنے سکینڈلز یا گیٹس ہیں ان میں ہم خود ملوث ہیں۔انہیں کاموں کی وجہ سے ملک اتنا بدنام ہو چکا ہے کہ کوئی ٹیم یہاں کھیلنے کے لیے تیار نہیں۔اگر کرپشن کا گراف اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو وہ دن دور نہیں جب ہمارے ٹیم آفیشلز تو کیا کھلاڑیوں کو بھی دوسرے ممالک میں آنے سے روکا جائے گا۔بھارت نے آئی پی ایل میں یہ کام کر کے پہل کر دی ہے۔کیا پاکستان کی حکمران اقلیت ابھی اس سوچ میں ہے کہ پاکستان کی نیک نامی کیسی کرنی ہے، نیک نامی تو جب ہو گی تب ہو گی فی الحال تو اس کو بدنامی سے بچانا ہے۔ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے کہ لوگ اپنے حکمرانوں سے سیکھتے ہیں

اور جب حکمران کی گردن تک کرپشن کی دلدل میں اتر چکے ہوں تو عام آدمی سے خیر کی توقع رکھنا میرے نزدیک کوئی عقل مندی نہیں ہے ۔موجودہ نظام کو اگر کرپشن سے پاک نہ کیا تو آئندہ کسی مقابلے میں اچھی کارکردگی کی بنا پر گلے میں تمغے نہیں بلکہ برے کاموں کی وجہ سے بدنامی کے طوق ہی حصے میں آئیں گے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

26-07-2012

sohailloun@gmail.com